وفاق المدارس کا امتحانی نظام
پوری دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کی خصوصی گفتگو

گذشتہ دنوں ملک کے ایک ہفت روزہ ''ضرب مومن'' کے جناب انور غازی نے ناظم اعلیٰ وفاق المدارس کا ایک تفصیلی انٹرویو لیا، جس میں وفاق المدارس کے امتحانی نظم ونسق سے متعلق گفتگو ہوئی، ناظم اعلیٰ صاحب کا یہ انٹرویو قارئین وفاق کی خدمت میں پیش ہے.......................................ادارہ]

سوال: وفاق المدارس العربیہ کے تحت ٹوٹل کتنے امتحانی مراکز ہیں؟

ناظم اعلیٰ وفاق: اس سال پورے پاکستان میں طلبہ وطالبات کے 17 سو امتحانی مراکز تھے۔

سوال: وفاق المدارس العربیہ کے تحت رجسٹرڈ مدارس کے طلبہ وطالبات کی کتنی تعداد ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: اس سال 2 لاکھ 65 ہزار طلبہ نے امتحانات دیے ہیں جن میں سے 65 ہزار قرآن پاک کے حافظ ہیں، لیکن 2 لاکھ طلبہ میں سے کچھ درجہ کتب، کچھ مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے پارٹ ون یا ایم اے پارٹ ٹو کے ہیں۔

سوال: طلبہ اور طالبات کی تعداد کا کیا تناسب ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: طالبات کی تعداد بنسبت طلبہ سے زیادہ ہے۔ اس وقت میٹرک (عامہ)، خاصہ، عالیہ اور عالمیہ میں طالبات کی تعداد طلبہ سے زیادہ ہے۔

سوال: پورے پاکستان میں وفاق المدارس العربیہ کے تحت ہونے والے امتحانات کے پیچھے کون سا نظام کارگر ہے؟ اتنے بڑے وسیع پیمانے پر منعقد ہونے والے امتحانات کے نظام کی تفصیل بتایئے!

ناظم اعلیٰ وفاق: ہمارے امتحانی نظام کی تین ایسی امتیازی چیزیں ہیں جس کی مثال شاید ہی کہیں پائی جاتی ہو۔ نمبر ایک: ہمارے امتحان کا دائرہ چمن کے بارڈر سے لے کر طورخم کے بارڈر اور گلگت تک پھیلا ہوا ہے، پورے ملک میں ایک

ہی دن اور ایک ہی وقت میں پرچے شروع ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں ختم ہوتے ہیں۔

دوسرے نمبر پر اس پورے نظام میں سوالیہ پرچے کو محفوظ رکھنا کہ پرچہ آؤٹ نہ ہو جائے، ایک ہی وقت میں پورے ملک میں سوالیہ پرچے پہنچانا ہے، جس دن پرچے شروع ہو رہے ہیں اُس سے صرف ایک دن پہلے سوالیہ پرچے امتحانی مرکز کے علاقے پہنچانا ہے، زیادہ دن پہلے نہیں پہنچانا ہے اور یہ سوالیہ پرچہ خاص امتحانی مرکز میں صبح کے وقت امتحان شروع ہونے سے صرف آدھا گھنٹہ پہلے پہنچانا ہے۔ پھر اس سوالیہ پرچے کو صرف بڑے شہروں میں نہیں پہنچانا بلکہ خضدار، کرخ، مستونگ، باغ، پلندری، گلگت، بلتستان، گاؤں، دیہاتوں اور پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام شہروں میں پہنچانا ہے۔ اب یہ سوالیے پرچے مطلوبہ امتحانی مراکز پر پہنچیں اور وہاں محفوظ بھی رہیں۔ پھر پورے ملک میں امتحانی مراکز قائم کرنے ہیں، اس کے لیے نگراں عملہ مقرر کرنا ہے اور ایک ہی وقت میں امتحانات کا آغاز اور اختتام ہو۔ ایسے ملک میں اتنے بڑے پیمانے پر اس طریقے پر امتحانات کا انعقاد شاید دنیا میں کہیں نہیں ہوگا۔

اگر آپ ہمارے کسی امتحانی مرکز کے نگرانِ اعلیٰ ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے پرچے کا ٹائم مثال کے طور پر ساڑھے سات بجے ہے، آپ کے پاس ہمارا سوالیہ پرچہ سوا سات یا سات بجے پہنچے گا، وہ بھی سیل بند پہنچے گا۔ پرچے کی سیل آپ کو سینٹر کے نگرانی عملے کے سامنے سب کو دکھا کر کھولنی ہوگی۔ جس وقت پرچہ نگرانِ اعلیٰ کے حوالے کیا جائے گا تو اُس سے اس بات پر سائن لیے جائیں گے کہ وہ پرچے کو مکمل اچھی طرح چیک کرے کہ وہ سیل بند ہے یا نہیں ہے۔ اس پر مزید یہ کہ امتحانی مرکز کے نگرانِ اعلیٰ کو اس بات کا بھی پابند کیا جاتا ہے کہ وہ سوالیہ پرچوں کے لفافوں کی سیل یا سلائی کو نہ اُدھیڑے، بلکہ بلیڈ یا قینچی کے ذریعے سے لفافہ کاٹ کر کھولے۔ پھر بعد میں وہ لفافے واپس وفاق المدارس کے دفتر پہنچتے ہیں تاکہ یہاں ان لفافوں کی جانچ پڑتال کر کے اطمینان کیا جاسکے کہ سوالیہ پرچوں کے لفافوں کی سیل کہیں نہیں کھولی گئی۔ ہمارا پرچے پہنچانے کا یہ سارا نظام سیکریٹ ہوتا ہے۔

ملک بھر کے بڑے بڑے امتحانی مراکز میں ہزار سے ڈیڑھ ہزار طلبہ امتحان دے رہے ہوتے ہیں۔ اگر آپ وہاں جا کر دیکھیں تو آپ کو صرف قلم چلتا ہوا ملے گا، کسی کی زبان چلتی ہوئی نہیں ملے گی۔ امتحانی مراکز میں بالکل خاموشی ہوگی، کہیں پر بھی کوئی بوٹی مافیا نہیں ہوگی۔ وفاق المدارس العربیہ کے تحت کئی سالوں سے امتحانات کا انعقاد کیا جارہا ہے، لیکن آپ نے کبھی ایسا نہیں سنا ہوگا کہ کسی گڑبڑ کی وجہ سے رینجرز یا پولیس کو بلانا پڑا۔

تیسرے نمبر پر ہمارا اسینٹر مارکنگ کا نظام ہے۔ اس نظام کے تحت ہم دو سے تین ہفتے میں مکمل نتائج تیار کر لیتے ہیں۔ اس سال 2 لاکھ 65 ہزار طلبہ نے امتحانات دیے۔ ہر طالب علم کے 6 پرچے ہوتے ہیں۔ یہ ٹوٹل 12 لاکھ پرچے بنتے ہیں۔ 12 لاکھ پرچے 11 سو ممتحنین نے چیک کرنے ہوتے ہیں، اس پر دو سے تین ہفتے کا وقت لگنا ہوتا ہے۔ یہاں پر ہمارا اسٹاف بھی موجود ہے۔ اگر آپ ہمارا اسٹاف دیکھیں تو آپ یہی کہیں گے کہ یہ کوئی فرشتے اور جن ہی ہیں۔ اتنے کم

ممتحنین اتنی کم مدت میں اتنی بڑی تعداد میں پرچے چیک کرتے ہیں، جبکہ حقیقت میں اتنی بڑی تعداد میں پرچوں کی چیکنگ کے لیے 4 سے 5 ہزار اساتذہ ہونے چاہیے۔ جو حضرات پرچے چیک کرتے ہیں، ان کے اوپر بھی چیک کرنے والے چیف چیکر ہوتے ہیں۔ پھر اس چیف چیکر کے اوپر بھی چیک کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔ چیکنگ کے یہ تین مراحل ہوتے ہیں۔

سوال: امتحانی پرچے چیک کرنے کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: پرچے چیک کرنے والے ممتحنین حل شدہ پرچے کا ایک ایک فقرہ پڑھتے ہیں، پھر غلط پر غلط کا نشان لگاتے ہیں، صحیح پر صحیح کا نشان لگاتے ہیں، انڈر لائن کرتے ہیں اور پھر اس سے اوپر ممتحن اعلیٰ ان نشان زدہ مقامات کو چیک کرتا ہے۔ بعض اوقات اس سے مباحثہ اور مذاکرہ کرتا ہے کہ فلاں جگہ پر غلط کا نشان کیوں لگایا؟ یا صحیح کا نشان کیوں لگایا؟ آپ نے اس کو انڈر لائن کیوں کیا؟ آپ نے یہ نمبر اس کو کیوں دیے؟

پرچے چیکنگ اینڈ مارکنگ کے بعد نتیجے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ پوزیشن حاصل کرنے والے 30 ٹاپ طلبہ کے پرچے دوبارہ چیک کیے جاتے ہیں۔ کہیں ان کو نمبر دینے میں غلطی تو نہیں ہوگئی۔ ان کے لیے دوبارہ ممتحنین بلائے جاتے ہیں۔ ان ممتحنین کو بھی یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ کس مدرسے کے کس نام کے طالب علم کے پرچے چیک کر رہے ہیں۔ اس سارے نظام سے گزر کر تین ہفتے میں نتائج سامنے آجاتے ہیں۔ آپ یونیورسٹی، انٹرمیڈیٹ بورڈ اور میٹرک بورڈ کے نتائج دیکھ لیجیے جنہیں آنے میں تین مہینے لگ جاتے ہیں۔

سوال: ممتحنین کو جو پرچے چیک کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں، کیا ان کی تعداد مقرر ہے؟ یا ممتحن کو اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ ایک دن میں زیادہ سے زیادہ پرچے دیکھ لوں؟

ناظم اعلیٰ وفاق: ممتحنین کے ذہن میں یہ نہیں ہوتا کہ میں زیادہ سے زیادہ پرچے دیکھ لوں، بلکہ ہماری طرف سے پرچے چیک کرنے کی مقدار مقرر ہے۔ میٹرک کے پرچے چیک کرنے والے ممتحنین کو یومیہ مقررہ تعداد دی جاتی ہے، اس سے زیادہ پرچے نہیں دیے جاتے۔ یہ مقررہ مقدار ہر درجے کے لیے متعین ہے۔ بی اے اور ایم اے کے مطابق یومیہ پرچوں کی چیکنگ کے لیے مقدار مقرر ہے، ہم اس سے زیادہ چیک کرنے کے لیے نہیں دیتے۔ ایک دن میں ممتحنین اطمینان سے جتنے پرچے چیک کر سکتا ہے، اتنی ہی تعداد مقرر ہے۔

سوال: اتنی بڑی تعداد میں پرچوں کی چیکنگ اور مارکنگ کرنے والے ممتحنین میں کیا احساس پایا جاتا ہے؟ کس جذبے کے تحت وہ اتنے عظیم الشان کام کو بڑی جانفشانی اور محنت کے ساتھ محدود وقت میں انجام پاتے ہیں؟

ناظم اعلیٰ وفاق: پرچے چیکنگ اور مارکنگ کرنے والے ممتحنین میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ ان طلبہ نے سال بھر محنت کی ہے۔ ان کے ساتھ ان کے اساتذہ نے بھی محنت کی۔ مدارس کے سالانہ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوئے

ہیں۔ ہم جو مدارس کے نتائج تیار کر رہے ہیں، اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو ان کے پیچھے کروڑوں نہیں، بلکہ اربوں کے اخراجات پائے جاتے ہیں، کیونکہ ہزاروں مدارس ہیں۔ ان ہزاروں مدارس میں سے کسی کا بجٹ لاکھوں میں ہے، کسی کا بجٹ کروڑوں میں ہے، بعض مدارس ایسے بھی ہیں جن کا بجٹ کروڑوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ اتنی بڑی محنت اور اتنے زیادہ اخراجات ہوئے ہیں، چیکرز کو اس بات کا احساس ہوتا ہے، بلکہ اعادہ کے طور پر ان کو احساس دلوا بھی دیا جاتا ہے کہ آپ کے پاس جن طلبہ کے پرچے آئے ہیں، ان پرچوں کے پشت پر بہت بڑی محنت ہوئی ہے، آپ کو منصف یا جج بنا دیا گیا ہے، اب آپ کا امتحان ہے کہ آپ کس طرح کا انصاف کرتے ہیں۔ الحمدللہ! ممتحین علمائے کرام ہیں، انہیں یہ احساس رہتا ہے، اس لیے وہ بہت ہی زیادہ دیانتداری کے ساتھ چیکنگ اور مارکنگ کرتے ہیں۔

سوال: پاکستان کے شہروں اور دور دراز دیہاتوں کے طلبہ تک امتحانی نتائج کس طرح پہنچائے جاتے ہیں؟

ناظم اعلیٰ وفاق: پورے پاکستان کے شہر اور دیہات کے ہر طالب علم کی اپنے نتائج تک آسانی سے رسائی حاصل کرنے کے لیے نتائج ہماری ویب سائٹ پر موجود ہوتے ہیں۔ جن علاقوں میں نیٹ موجود نہیں ہے، ان کے لیے ایس ایم ایس کی بھی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ آپ پاکستان کے کسی بھی شہر، گاؤں، دیہات یا علاقے سے مخصوص طریقے کے ذریعے مطلوبہ نمبر پر اپنا نتیجہ معلوم کرنے کے لیے ایس ایم ایس کیجیے، آپ کو گھر بیٹھے موبائل پر نتیجہ ایس ایم ایس کر دیا جائے گا کہ فلاں پرچے کے اتنے نمبر ہیں، فلاں پرچے کے اتنے نمبر ہیں۔ اس ایس ایم ایس پر فقط تین روپے خرچہ آتا ہے، تین روپے خرچ کرنے پر پاکستان کے کسی بھی علاقے کے طالب علم کا نتیجہ اس کے ہاتھ میں موجود ہوتا ہے۔ اس کے بعد تین سے چار مہینے یا زیادہ سے زیادہ پانچ مہینے میں رزلٹ کارڈ اور سندیں تیار کر کے متعلقہ ادارے کو بھیج دیتے ہیں، جبکہ بورڈوں اور یونیورسٹیوں میں کئی کئی سال تک سندیں نہیں ملتی۔

سوال: اتنے بڑے نظام کو چلانے کے لیے آپ کے پاس کیا کیا وسائل موجود ہیں؟

ناظم اعلیٰ وفاق: ہمارے پاس بہت محدود وسائل ہیں۔ ان محدود وسائل میں رہتے ہوئے جو کچھ بھی وفاق المدارس کا یہ نظام چل رہا ہے یہ بھی بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اگر یہی کام گورنمنٹ آف پاکستان کرے تو میرا خیال ہے کہ اربوں میں اس کا بجٹ ٹھہرے۔ پاکستان میں تین ماڈل مدرسے بنے۔ ان میں سے ایک مدرسے کا سالانہ بجٹ 8 سے 10 کروڑ ہے۔ ہم ان وسائل میں 100 مدرسے چلا سکتے ہیں۔

سوال: وفاق المدارس العربیہ کے تحت اس سارے مدارس کے نظام کا مقصد کیا ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: اس معاشرے کو رجال الدین فراہم کرنا ہے۔ جس طرح اس معاشرے کو ڈاکٹرز کی ضرورت ہے، انجینئرز کی ضرورت ہے، آئی ٹی اور ایگریکلچر کے ماہرین کی ضرورت ہے، یہ ایک مسلمان ملک ہے جو "لا الٰہ الا اللہ" کی بنیاد پر وجود میں آنے والا ہے، یہاں پر موجود مسلمانوں کی دینی رہنمائی کے لیے بہترین علماء کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں

کی اس ضرورت کو ہمارے تعلیمی ادارے، کالجز اور ہماری یونیورسٹیاں پوری نہیں کر رہی ہیں۔ مسلمانوں کی دینی راہنمائی کا بیڑا انہی دینی مدارس نے اُٹھایا ہوا ہے۔ الحمدللہ! یہ بات سب کے سامنے عیاں ہے کہ اس معاشرے میں دین کا احیاء، دینی کلچر اور دینی ماحول انہی مدارس کی برکات ہیں۔

سوال: آپ لوگ اتنے پاکیزہ اور خدا رسیدہ افراد تیار کر رہے ہیں، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ایسے ڈاکٹرز، ایسے انجینئرز اور ایسے مینیجرز اور ایڈمنسٹریٹر بھی پیدا کریں؟ کیونکہ آپ لوگوں کا نظام اتنا صاف وشفاف ہے کہ اس نظام کے تحت آپ عصری میدان کے ماہرین بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا اس پر کبھی غور ہو سکتا ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: جی! بالکل ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے! اس ملک کا نظامِ حکومت ہمارے اختیار میں آئے تو پھر یہ پورا نظام پورے ملک پر نافذ کر کے ایسے رجالِ کار پیدا کیے جا سکتے ہیں، مگر ان محدود وسائل میں رہتے ہوئے مدارس جو خدمات پیش کر رہے ہیں وہ بھی بہت عظیم الشان خدمات ہیں۔

سوال: تمام مدارس میں عصری علوم کا اضافہ ہو رہا ہے، علماء کا عصری علوم کی طرف رجحان زیادہ ہو رہا ہے، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دینیات کا اضافہ کیا جائے۔

ناظم اعلیٰ وفاق: آپ نے درست کہا۔ مدارس کے طلبہ میں جدید تعلیم کا رجحان بڑھ رہا ہے اور عصری تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کا رجحان بہت کم ہے۔ قائداعظم یونیورسٹی میں مستقل اسلامیات کا استاذ ہی نہیں ہے، دوسرے کو ہائر کیا جاتا ہے، بلکہ بعض کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مطالعہ پاکستان کے ٹیچر ہی کو دینیات کا سبجیکٹ دے دیا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے عصری تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سوال: آپ کو دنیا کے مختلف طبقات کے لوگوں کو اس نظام کو ایڈاپٹ (Adopt) کرنے کی دعوت دینی چاہیے۔ کیا اس امتحانی نظام کو متعارف کروانے کے لیے کبھی کوئی پیش رفت کی؟

ناظم اعلیٰ وفاق: ہم نے دنیا کو دعوت دی ہے کہ آئیں! ہمارا امتحانی نظام دیکھیں، ہمارا مارکنگ کا نظام دیکھیں۔ اس کے بعد آپ کہیں گے کہ واقعتاً ہمارے نظام سے لاکھ درجے یہ نظام بہتر ہے۔ بالکل صاف، شفاف، محفوظ اور مستحکم امتحانی نظام ہے۔ بس یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے چل رہا ہے۔ اگر اس کے بارے میں اسباب کی دنیا میں سوچا جائے تو دماغ فیل ہو جاتا ہے۔ یہ مافوق الاسباب چیزیں ہیں۔

سوال: مدارس پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مدارس سے ڈاکٹرز، انجینئرز پیدا نہیں ہو رہے ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: یونیورسٹیوں میں بیک وقت کوئی شخص ڈاکٹر، انجینئر، آئی ٹی کا ماہر نہیں ہو سکتا، ان یونیورسٹیوں میں بھی کوئی پڑھے گا تو وہ کسی ایک فیلڈ میں آگے جائے گا یا وہ ڈاکٹر بنے گا یا وہ انجینئر بنے گا۔ انجینئرنگ میں بھی وہ میکینکل

انجینئر یا الیکٹرک انجینئر بنے گا۔ پھر ڈاکٹری میں بھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ بیک وقت کوئی آئی اسپیشلسٹ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ Skin اسپیشلسٹ بھی ہے۔ اسپیشلائزیشن ایک ہی فیلڈ میں ہوتی ہے۔ اس طرح اگر مدارس صرف علماء پیدا کررہے ہیں تو مدارس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ مدارس صرف علماء کیوں پیدا کررہے ہیں؟ میڈیکل کالج کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ میڈیکل کالج انجینئر پیدا کیوں نہیں کررہا؟ انجینئرنگ یونیورسٹی کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میڈیکل ڈاکٹر کیوں پیدا نہیں کررہی؟ بالکل یہی حال مدارس کا ہے۔ الحمدللہ! مدارس اپنے وجود کے مقصد میں کامیاب ہیں اور وہ رجالِ دین اور رجالِ کار پیدا کررہا ہے۔ البتہ بنیادی عصری علوم انگریزی، حساب، مطالعہ پاکستان یہ تمام مضامین مدارس میں پڑھائے جارہے ہیں۔ اس میں مزید ترقی بھی ہورہی ہے۔ اگر یہی مطالبہ عصری تعلیمی اداروں سے کیا جائے کہ یونیورسٹی کے طلبہ کو اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ نماز کے فرائض و واجبات کا علم ہونا چاہیے۔

سوال: عصری نظامِ تعلیم اور دینوی نظامِ تعلیم میں یہ فرق کیوں ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: اگر ہم اپنی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اس میں ایک ہی نظامِ تعلیم ہوتا تھا۔ صرف مدارس ہی ہوتے تھے۔ ان کا نام بھی ''مدرسہ'' تھا۔ اسی مدرسے میں مختلف علوم اور فنون کے ماہرین تیار ہوتے تھے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے تھے جو ایک فن میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے فن میں بھی مہارت حاصل کرلیتے تھے، اس لیے کہا جاتا تھا کہ اس ادارے سے فلاں علوم اور فنون کے ماہرین پیدا ہوئے۔ اگر آپ 100 سال پہلے دیکھیں تو مدارس اور یونیورسٹیاں ایک ہی تھیں۔ ان کے وسائل حکومت کے ہاتھ میں تھے۔ اگر آج بھی حکومت صحیح سرپرستی شروع کردے، وسائل فراہم کرنے لگ جائے تو انہی مدارس سے ڈاکٹر بھی پیدا ہوں گے اور انجینئرز بھی پیدا ہوں گے۔ جب برصغیر میں انگریز آیا، اُس نے نظامِ تعلیم کو تقسیم کردیا۔ تعلیم کی تقسیم کا ذمہ دار مولوی نہیں ہے، موجودہ تعلیم کی تقسیم کا اصل ذمہ دار انگریز ہے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمیں یہ کرنا چاہیے تھا کہ ہم پھر دوبارہ اپنی تاریخ کی طرف لوٹتے۔ یہاں تو سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ مدارس کی تعلیم کو تعلیم ہی تصور نہیں کیا جارہا تھا۔ جن علماء کے پاس مدارس کی سندیں تھیں، انہیں ناخواندہ (اَن پڑھ) لکھا اور کہا جارہا تھا۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ وہی انگریز والا ذہن آج بھی کارفرما ہے۔

سوال: شاید اس میں کچھ قصور مدارس کا بھی ہے۔ مدارس نے اپنے نظام کو چھپا کر رکھا ہے، جبکہ ایسے شفاف نظام کو بالکل اوپن کرنا چاہیے تھا۔

ناظم اعلیٰ وفاق: ہم نے اس نظام کو چھپا کر تو نہیں رکھا، البتہ ہمارا میڈیا کے ساتھ میں وہ ربط اور تعلق نہیں ہے، یہ ہماری کمزوری ہے۔ ہمارا میڈیا کے ساتھ میں ربط اور تعلق ہونا چاہیے، کیونکہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ آج میڈیا پر جو کچھ بھی ہمارے خلاف زہر اُگلا جارہا ہے اور پروپیگنڈا کیا جارہا ہے، عوام کے سامنے مدارس کی ایک غلط اور بھیانک تصویر

پیش کی جارہی ہے۔ان میں سے کچھ لوگ جاننے کے باوجود اپنے ایک خاص ایجنڈے کے ساتھ یہ سب کچھ کررہے ہیں،لیکن عوام کا ایک بہت بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو مدارس کے خلاف غلط تصور کو اپنے ذہن میں بٹھائے ہوئے ہے،اس سلسلے میں وہ معذور ہے، کیونکہ وہ کسی مدرسے میں نہیں گیا،اس کو کسی مدرسے کے نظام کے بارے معلوم نہیں ہے،ظاہر ہے ایسا طبقہ مدارس کے خلاف وہی غلط تصور لے گا جو میڈیا پر دیکھے گا اور اخبارات میں پڑھے گا۔

سوال: وفاق المدارس کے امتحانی نظام کا کوئی خاص امتیازی پہلو بیان کیجیے جو مدارس اور عصری تعلیمی ادارے میں خاص فرق کرتا ہو؟

ناظم اعلیٰ وفاق: پورے پاکستان میں کہیں بھی ہمارے امتحانی نظام کے تحت جو کوئی بھی طالب علم امتحان دیتا ہے،وہ پاکستان کے تمام طلبہ سے مقابلہ کرتا ہے۔اس کا علمی مقابلہ اور ذہنی مقابلہ اس سطح سے بھی ہے جس کو تعلیم کے وسائل زیادہ حاصل ہیں۔جیسے لاہور ڈویژن میں امتحان ہو تو مقابلہ صرف لاہور ڈویژن کی سطح پر ہوگا یا ملتان ڈویژن میں امتحان ہو تو مقابلہ صرف ملتان ڈویژن کی سطح پر ہوگا،لیکن جب وفاق کے تحت امتحان ہوتا ہے تو وسائل سے محروم دور دراز کسی ایک گاؤں کا طالب علم لاہور اور اسلام آباد جیسے جدید شہر کے طالب علم کا بھی مقابلہ کرتا ہے جہاں اُسے رہائش کی سہولتیں ہیں، لائبریری کی سہولتیں ہیں، ماہر اساتذہ دستیاب ہیں۔پوزیشنوں میں کئی دفعہ پاکستان کے دور دراز دیہات اور گاؤں کے طلبہ پوزیشنیں لے جاتے ہیں۔آل پاکستان بیسز پر یہ امتحانی مقابلہ ہوتا ہے،اس میں کوئی کوٹہ مقرر نہیں ہوتا۔اس کے برعکس سی ایس ایس کے امتحانات میں دیہات، گلگت اسکردو کا کوٹہ الگ ہوتا ہے، کئی لوگ کہتے ہیں کہ یہ میرٹ کے خلاف ہے،جبکہ وفاق المدارس میرٹ پر سمجھوتہ نہیں کرتا۔

سوال: اتنا بڑا کام ایسے منظم نظام کے تحت ہو رہا ہے، آپ لوگ واقعی گولڈ میڈل کے مستحق ہیں۔محدود وسائل کے ذریعے یہ سب کیسے ممکن ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: گولڈ میڈل تو اللہ تعالیٰ ہی دیں گے۔ہمارا اصل ماٹو "اِنْ اَجْـرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ" ہے۔یہ سب ایک جذبے کے تحت کام ہوتا ہے۔الحمدللہ! صرف پاکستان میں نہیں، بلکہ پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

سوال: وفاق المدارس العربیہ کے ماتحت مدارس کے اس سارے نظام کا حتمی نصب العین کیا ہے؟

ناظم اعلیٰ وفاق: اصل حتمی نصب العین رضائے خداوندی ہے۔جتنے لوگ بھی یہ کام کرتے ہیں وہ اسے تجارت یا روزگار سمجھ کر نہیں کرتے، بلکہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔ایک جذبے کے ساتھ کرتے ہیں۔یہ سب جذبے کی صداقت ہے۔

نمائندہ: بہت بہت شکریہ!

☆......☆......☆